حکم سے سرتابی نہیں کیا کرتے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی حکومت کو تو ہم تسلیم کریں اور اس کے حکموں کا اور قانون کا مضحکہ اڑائیں
اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مذہب کا پابند ہوں یا یہ کہنا کہ میں مذہب کا پابند نہیں ہوں کوئی معنی
نہیں رکھتا ہر شخص کا کچھ نہ کچھ مذہب یا مسلک ...... ضرور ہوتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی کا مذہب اچھا ہوتا ہے اور کسی کا برا۔

ہربنس نے کہا " اچھا اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ دنیا میں جتنے مروجہ مذہب ہیں ان میں سے اچھا کونسا ہے اور برا کون
شیخ جی نے جواب دیا " جو مذہب بھی خدا کی طرف سے آیا ہے وہ کبھی برا نہیں ہو سکتا " ہربنس نے کہا " تو تمہارے خیال میں عیسائی یہودی
پارسی ہندو مذہب سب اچھے ہیں " شیخ جی نے جواب دیا " یقیناً سب اچھے ہیں اور اپنے اپنے وقت میں وہی سب سے بہتر مذہب تھے
ہر مذہب جو بعد میں آتا گیا پہلے مذہب سے زیادہ مکمل تھا یہانتک کہ اسلام آیا جو آخری اور مکمل ترین مذہب ہے اسلام میں اور دوسرے
مذہبوں میں دو فرق ہیں ایک تو یہ کہ وہ مکمل نہیں ہیں اور یہ مکمل ہے اور دوسرے یہ کہ دوسرے مذہبوں میں لوگوں نے بہت سی تحریف
کر دی ہے اور یہ ابھی تک انسانی تحریف سے محفوظ ہے۔

ہربنس رائے۔ تمہاری باتیں کچھ دل کو تو لگتی ہیں اور یہی میں تو یہ جانتا ہوں کہ جو مذہب ایسے کام انسان کو سکھا دے جو
تم کیا کرتے ہو وہی

سب سے اچھا مذہب ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہندوستان کا دور الحاد

(از مولوی ابو شحمہ خاں صاحب بستوی متعلم جماعت ششم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

میں نے اپنی جماعت کے تشتت بال اور تفرق حال کا ذکر اجمالی طور سے کر دیا۔ ان کے اخلاق کی کمزوریوں کا یہ عالم ہے کہ
ابتک ان غداروں اور منافقوں کے متعلق کوئی عملی اقدام نہیں کیا جو الحاد کے نشر و اشاعت کے ایجنٹ اعلیٰ ہیں اپنی جماعت
کی اس کمزوری کو دیکھکر ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کے اوائل کے انقلابی زمانہ کی ہولناکی کا منظر سامنے آ گیا۔
جس میں کہ سات سو صدیوں کی اسلامی تہذیب اور تمدن کے مٹانے میں اسلام کے دشمنوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بالآخر
مذہبی فرقہ بندیوں کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہو گئے قرآن اور حدیث کا ترک اور تقلید شخصی کا عروج اسی پر فتن اور پر آشوب
زمانہ میں ہوا ہے یہ اسی زمانے کی کہانی ہے کہ " قرآن وحدیث " ایک مشکل فن ہے ہمارا دماغ ایسا نہیں کہ ہم بھی غور و فکر سے کوئی
بات سمجھ لیں بلکہ ہمارے لئے آسان یہی ہے کہ ہم کسی امام کی تصنیف کردہ کتاب کو اپنا راہ عمل بنا لیں۔ اس کے رطب و یابس
سے بحث نہیں بعینہ یہی طریقہ اس زمانہ کے ملحدوں نے اختیار کیا لیکن اس خود ساختہ راہ سے کچھ آگے نکل گئے اور کہہ دیا کہ
ہم اپنی عقل کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آسمانی خدا پر ایمان لانا جسکو آسمانی کتاب (قرآن) نے بیان کیا ہے ایک فرسودہ عقیدہ ہے

ان کی نگاہ میں اخلاق اور روحانیت کی کوئی قیمت نہیں خدا پرستی سے نفرت، اسلامی تہذیب و تمدن سے متنفر، مذہبی تعلیم پر خنداں، مذہب و دین کو شر و فساد کے مترادف سمجھتے ہیں ہر اس بات کو جسے قدرت بیان کرے اس میں شک و انکار کی گنجائش اور اس پر اعتراض۔ لیکن اگر اسی چیز کو مادی دنیا اپنے قول یا فعل سے ثابت کرے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم مثلاً قرآن مجید نے قیامت کی ہولناکیوں کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ترجمہ لوگو اپنے پروردگار (کے عذاب سے) ڈرو یقین کرو آنے والی گھڑی کا بھونچال (زلزلہ) بڑا ہی سخت واقعہ ہوگا جس دن وہ تمہارے سامنے آموجود ہوگی۔ اس دن (کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہیگا) دودھ پلانے والی مائیں اپنا دودھ پیتا بچہ بھول جائیں گی، حاملہ عورتیں (قبل از وقت) اپنا حمل گرا دیں گی۔ لوگوں کو تم اس حال میں دیکھو گے کہ بالکل متوالے ہوں گے ۔ در اصل وہ متوالے نہیں ہونگے، بلکہ اللہ کے عذاب کی ہولناکی ان کو مخبوط الحواس بنا دیگی"

ان بددماغ ملحدوں کا یہ قول ہے کہ یہ سب جسکو قرآن نے بیان کیا قصص و کہانی سے زیادہ ہمارے سامنے اس کی وقعت نہیں وجود قیامت سے منکر اس کے اس ہولناک عذاب کے منکر، پاداش عمل کے مخالف، مائیں اپنی اولاد سے برگشتہ یا انسانوں کا مخبوط الحواس ہو جانا قابل یقین بات نہیں مانتے۔ ابھی ۳۵ء کے بہار کے زلزلہ کا منظر دلوں سے محو نہیں ہوا ۳۶ء کے کوئٹہ کا طوفان انسانی ہلاکتوں کے لئے یا ماؤں کو اپنے پیارے بچوں سے جدا کرنے میں کم تھا؟ ان لوگوں سے پوچھو جو اس بلائے عظیم میں گرفتار ہو چکے ہیں اگر قرآن نے اسی کو اپنے لفظوں میں بیان کیا تو کونسی مستبعد بات ہوگئی یا کم از کم آپ گذشتہ جنگوں کے نقشوں کو سامنے لایئے تو قرآن کی پوری پوری تصدیق ہو جاتی ہے جنگ ماضی میں جسوقت جرمنی نے اپنی وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا، یپرس اور اینٹورپ پر گولہ باری کی تو گولوں اور گیسوں کے خوف سے بہت سے آدمیوں کے دماغ مختل اور کتنے پاگل ہوگئے یہ تو گولوں کا اثر تھا اب اس حال کو سوچئے جب اجرام سماویہ آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں گے اس کی ہولناکی کا اندازہ لگانا مشکل ہے لیکن یہ "روشن خیال" طبقہ بزعم خود اس شدت کی وقعت اور اہمیت ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن مجید نے بیان کیا ان کو مادی طاقتوں پر ایمان ہے لیکن حادثۂ قدرت پر یقین نہیں اصل یہ ہے کہ ان کی ذہنیت پوری طرح فرنگیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے دہریت اور الحاد کی تبلیغ کے اجارہ دار ہیں آج بڑی مشنریاں جو ہندوستان میں قائم ہیں الحاد کے نشر و اشاعت کے لئے ان کے یہ قوی پرزے اور اہم عنصر سمجھے جاتے ہیں ایک گرجا گھر کی ان رقموں پر آپ اگر نظر ڈالیں جو عیسائیت کی تبلیغ میں صرف کی جاتی ہیں تو حیران و ششدر ہو جائیں گے اب اس صورت میں اگر آپ کسی خاص پرزے کی شکایت کریں تو بالکل لغو اور غیر مسموع ہوگا پرزوں کی شکایت کیا شکایت تو ہے پوری مشنری سے جبتک مشین نہ بدلی جاوے پرزوں کا عمل لازمی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا وہ گروہ کس قدر غلطی پر ہے جو اپنی لاش کو غیر کے عصا کے سہارے پر کھڑی

کرنا چاہتا ہے یا اپنی قومی تہذیب اور قومی حقوق کی حفاظت میں دوسروں کی گود کا محتاج ہے دراصل افلاس غلامی اور جہالت نے ہمارے افراد کو بندۂ نفس بنا دیا ان میں احساس ہی نہیں کہ کوئی قومی تنظیم آپس میں مضبوط کر کے مذہب و دین کی اشاعت میں مشترکہ جدوجہد کریں اور اگر کرنا بھی چاہتے ہیں تو خود ان میں سے لاکھوں خائن و غدار منافق اس کے قومی حقوق کی پامالی کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور اس قومی تحریک میں سدراہ بن جاتے ہیں افسوس تو یہ ہے کہ ہماری قوم ابتک کوئی اپنا نصب العین متعین نہ کر سکی کیا وہ قوم جو اس ذلیل پالیسی کے ساتھ دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہے کہ ہم اپنے شعائر اسلامی کی حفاظت دوسروں کے سایہ تلے ہو کر کریں گے کبھی روئے زمین پر رہ سکتی ہے اور اگر رہے بھی تو غلامی کی لعنت کا طوق ہمیشہ اس کی گردن میں رہے گا۔

سب سے زیادہ پریشانی کی جو بات ہے وہ یہ کہ ہم نے اپنے وقت عزیز کو ضائع کر دیا اور اب بہت کم وقت باقی ہے اس فتنہ کے انسداد میں آنے والے خطرات اب تک ہم کو بیدار نہ کر سکے حالانکہ انکا ظہور ہو چکا اور وہ پوری رو کے ساتھ ہندوستان کی گلیوں میں بہہ رہا ہے اور مسلمانوں کی نوخیز نسلیں ان میں غوطہ زنی کر رہی ہیں اب آپ ہی بتلائیے کہ اس سے باز رکھنے کی آپ نے کونسی تدبیر سوچ رکھی ہے اور کونسا حربہ آپ کے پاس ہے جس سے اپنے افراد کو غیروں کے اثر قبول کرنے سے باز رکھ سکیں اب کل کے دن مخلوط تعلیم بھی رائج ہونیوالی ہے جس میں روشن طبقہ کے مسلمان اپنی صاحبزادیوں کو بے دھڑک داخل کریں گے یورپین فیشنوں کے دلدادوں کا یہ حال ہے کہ اپنی زبان اپنی دینی تعلیم اپنی اسلامی سیرت و کیرکٹر کے خلاف عملی جہاد کر رہے ہیں اسلامی درسگاہوں کو یتیم خانوں سے تعبیر کر رہے ہیں قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت پڑھنے پر صحیح طور سے قادر نہیں لیکن بڑی بڑی کتب تعزیرات من و عن حفظ ہے ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ایک جرمن پروفیسر نے اسکفورڈ یونیورسٹی میں دوران تعلیم میں ایک ہندوستانی سے کہا کہ آپ انگریزی بہت اچھی بول لیتے ہیں مجھے تو مدت گذر گئی یہاں رہتے ہوئے لیکن اب تک میں اچھی طرح سے بول چال پر قادر نہیں ہوں۔ ہندوستانی شخص نے جواب دیا ہمارے ہندوستان میں ہم سے اچھی طرح سے لوگ بولتے ہیں اور اس کے حاصل کرنیکے شائق ہیں اس جرمن شخص نے کہا کہ اب میں اپنی تعریف کے الفاظ واپس لیتا ہوں کیونکہ یہ غلام قوم ہی کا خاصہ ہے کہ اپنے آقا اور مالک کی زبان پر فخر کرتی ہے اور اپنی زبان سے اعتنائی برت کے مالک کی زبان کو حاصل کر کے مستحق مبارکباد بننا چاہتی ہے۔

یہ ہے ان نونہال پودوں کا خاصہ جو دینی تعلیم سے تنفر اور والدین کی دولت کو بوٹ سوٹ پر صرف کرتے ہیں اب ایسے وقت میں جب مد مقابل اپنی قوت مضبوط کر رہا ہو اور الحادی انجمنیں قائم کی جاتی ہوں تاکہ شعائر اسلامی کا نام و نشان تک ہندوستان میں نہ رہے تو خاموشی اور سکون و جمود اختیار کرنا موت و ہلاکت کو دعوت دینا ہے اگر مسلمان خود اپنی تہذیب تمدن کے لٹنے پر خوش ہیں تو بیٹھ کر اپنی موت کا انتظار کریں آخر انکی آنکھیں تماشہ دیکھ لیں گی کہ ان کی تہذیب کیونکر شکستہ اور کیسے مٹائی جاتی ہے لیکن اگر زندہ رکھنے کی خواہش ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے یہ سستی ز

بانہ نہیں جس الحاد کا طوفان سارے ہندوستان میں پھیل رہا ہے اور ہمارے افراد جس طریقے سے اس الحاد کا استقبال کر رہے
اگر قوم نے اپنی کمزوریوں کی تلافی نہ کی اور زندگی کی طاقت اپنے اندر پیدا کر کے اصلاح وتجدید کا قدم نہ بڑھایا تو پھر دوسری
ت نہ ملے گی کہ اس کے اندر کچھ عملاً مؤثر اقدام کر سکیں ہندوستان میں الحاد کو جس درجہ مقبولیت ہو رہی ہے اس کا تذکرہ احاطہ
سے باہر ہے اس میں شک نہیں کہ ملحدانہ خیالات دنیا میں قدیم زمانوں سے رائج ہیں لیکن عامۃ الناس کا میلان اب تک مذہب
کی طرف رہا لیکن اس وقت کا الحاد دعوت عام اور پسندیدہ مذہب کی حیثیت اختیار کر رہا ہے اور روز بروز اس کی جماعتیں
منیں زیادہ قوت ورواج حاصل کر رہی ہیں موجودہ وقت کی یونیورسٹیاں اور کالجوں کا حال پوچھنا ہی کیا ہے اس الحادی
ت کی اشاعت وتبلیغ کا سب سے بڑا میدان اور مرکز بنے ہوئے ہیں انہیں میدانوں میں قوم کے دل ودماغ طیار ہوتے
ے اگر یہ الحاد کی اشاعت وتبلیغ کے مرکز بن گئے تو ظاہر ہے کہ قوم کے دل ودماغ کا سانچا اب ترقی یا مذہب کا نہیں رہیگا
غلامی اور الحاد یا لامذہبیت کا سانچا کہا جائیگا ہم جانتے ہیں کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں ایک بہت
ی جماعت ہے جو الحاد قبول کر چکی ہے مگر خوف یا کسی مصلحت سے اعلان نہیں کرتی اور ابتک اپنے کو اسلام کا سچا روادار اور
م ظاہر کرتی ہے اور قوم کو دھوکے میں ڈالکر نہایت خاموشی اور سکون سے اپنے دائرے میں اس کی تبلیغ واشاعت کر رہی
، اور انھوں نے اپنا یہ اصول بنالیا ہے کہ عقل کے سوا کوئی معبود نہیں قرآن مجید میں جسقدر قصے مذکور ہیں سب بے بنیاد
محض افسانے ہیں جنت اور دوزخ کا کوئی وجود نہیں یہ محض مذہبی علما کا بناوٹی عقیدہ ہے مذہبی کتابوں پر ایمان لانا
ن بڑا جرم سمجھا جاتا ہے غرضیکہ جدید ترین علمی اور الحادی افکار کی اشاعت کر کے تحریک الحاد کی عظیم ترین خدمت
م دے رہے ہیں بعض رسائل ایسے شائع ہو رہے ہیں جو ہندوستان کے ملحدوں کے ترجمان افکار کہے جاسکتے ہیں۔ اس
آئے دن الحاد وبے دینی کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں خدا پر عقیدہ رکھنا ان کے نزدیک فیشن میں شمار کیا
ہے بہت سی خرافات کی تعلیم دیتی رہتی ہیں جس سے روز بروز ہندوستان کی عورتوں کے اخلاق وعواطف قابل رحم
تے چلے جاتے ہیں چنانچہ اخبار اور رسائل کے ذریعہ ان کی زندگی کے سیاہ اوراق بر سر عام آچکے ہیں سیالکوٹ اور بہار
ی دو انجمنیں ایسی قائم ہوئی ہیں جنکو "برہنہ کلب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس میں بہت سی عورتیں اور مرد مادر زاد
بوس وکنار ہوتے رہتے ہیں وہ لوگ مذکورہ بالا تصریحات پر غور فرمائیں جنھیں یہ کہتے سنا گیا ہے کہ نیا تعلیم یافتہ طبقہ
دینی اور الحاد کی طرف بہت سرعت سے بڑھ رہا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے لیکن صرف کسی کو مسند افتا پر بیٹھکر ملعون
عد کہنے سے کام نہیں چل سکتا ان کے اندر اصلاح وتجدید کی انقلاب انگیز جدوجہد کی ضرورت ہے خود عملی دنیا میں
اور ان کو مذہب کی طرف مائل کرنیکی کوشش کرو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم انکے سامنے پیش کرو اور کذا عند فلان یا قال فلان
بے اصولی باتوں کو چھوڑو اور یہ بھی سمجھ لو کہ اس الحاد وبے دینی کی اس رو کا سرچشمہ کہاں ہے پس پہلے اس چشمہ کے منھ
بند کرنے کی کوشش کرو۔